

مجدد ملت جعفریہ آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت غفر انما اب مولانا

سید دلدار علی صاحب طاب ثراہ

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

نام و نسب

مولانا سید علی معروف بہ دلدار علی ابن سید محمد معین ابن سید عبداللہادی نصیر آبادی سادات نقوی میں طاہر ابن جعفر تو اب ابن حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

آپ کے ایک مورث اعلیٰ سید نجم الدین سبزواری سے سالار مسعود غازی کی نصرت کے لئے ایک فوج کے سردار کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے اور ضلع رائے بریلی میں قصبہ ودیا نگر کو فتح کر کے اسکا نام جائے عیش رکھا جو کثرت استعمال سے جائے مشہور ہو گیا پھر آپ ہی کی اولاد میں سے سید زکریا نے قلعہ پٹاک پور کو مسخر کر کے اسکا نام اپنے بزرگ سید نصیر الدین کے نام پر نصیر آباد رکھا۔

ولادت، نشوونما اور طالب علمی

اسی نصیر آباد میں ۱۱۶۶ھ میں ایک شب جمعہ کو جناب دلدار علی صاحب کی ولادت اور پھر وہیں نشوونما اور ابتدائی تعلیم ہوئی ذوق علم قدرت کی طرف سے بچپن ہی میں بچپن کئے ہوئے تھا اور اس تشنگی کو دور کرنے کے لئے وطن کی سرزمین بے آب نظر آتی تھی اسی لئے مسافرت اختیار کی اور

اس وقت کہ جب ذرائع آمد و رفت دشوار تھے ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر کر کے سندیلہ میں شارح سلم ملا محمد اللہ کے صاحبزادے ملا حیدر علی سے الہ آباد میں سید غلام حسین دکنی سے رائے بریلی میں مولوی باب اللہ شاگرد ملا محمد اللہ سے صرف و نحو معانی و بیان وغیرہ اور علوم عقلیہ منطق و فلسفہ و ریاضی کی تکمیل کی پھر فیض آباد تشریف لے گئے اور وہاں بحر العلوم مولوی عبدالعلی صاحب سہالوی سے بعض مسائل عقلیہ پر مباحثہ ہوا وہاں سے لکھنؤ تشریف لائے۔ یہاں اسوقت نواب آصف الدولہ مرحوم کی حکومت تھی اور نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کا اقتدار تھا۔ انہیں احساس ہوا کہ ہندوستان میں اب تک کوئی شیعہ عالم ایسا نہیں ہوا جو درجہ اجتہاد پر فائز ہو اس طرح خداوند عالم نے ان کو جناب غفر انما اب کی اتنی امداد کی توفیق عطا فرمائی کہ آپ تکمیل علم کے لئے عتبات عالیات کی طرف روانہ ہوئے۔

تکمیل علم اور مراجعت

پہلے عراق پہنچے اور کربلائے معلیٰ میں صاحب ریاض آقا سید علی طباطبائی اور آقا سید مہدی موسوی شہرستانی نیز خود ان بزرگوں کے استاد، استاد اکبر آقا باقر بہبہانی سے اور نجف اشرف میں بحر العلوم آقا سید مہدی طباطبائی سے فقہ

اور اصول اور علم حدیث کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ۱۱۹۳ھ میں مشہد مقدس (ایران) کی طرف رخ کیا اور جناب سید محمد مہدی ابن سید ہدایت اللہ اصفہانی سے اکتساب علوم کیا اور بعد تکمیل ہندوستان مراجعت فرما ہوئے اور مرزا حسن رضا خاں کی خواہش سے لکھنؤ میں قیام فرمایا اور سلسلہ تصنیف و تدریس و تبلیغ شروع کیا چند ہی سال کے اندر چند کتابیں تصنیف کر کے عراق بھیجیں اور مذکورہ بالا اساتذہ نے اجازات روانہ فرمائے۔

ماحول اور دینی خدمات

اس وقت ہندوستان میں فرقہ شیعہ کے افراد بڑے دور جہالت سے گزر رہے تھے اقلیت میں ہونے کے ساتھ کوئی علمی و دینی سرچشمہ قریب نہ ہونے کی وجہ سے دوسری جماعتوں کے رسوم کو اختیار کئے ہوئے تھے احمد کبیر کی گائے شیخ سدکا بکر امیران جی کے گلگلے اور بھوانی جی کی مٹیں ایسے رسوم شیعہوں میں رائج تھے جناب غفرانمآب نے ایک طرف موعظہ نصیحت سے داخلی اصلاح فرمائی اور ان سب رسوم کا قلع قمع کیا اور دوسری طرف دوسرے فرقوں کے علماء کا مقابلہ کیا اس وقت ایک محاذ شیعیت کے خلاف اہلسنت کا تھا اور دوسری طرف صحیح تعلیمات شریعت کے خلاف اخباریت کا تھا تیسرا بے مغز صوفیت کا جسکے نتیجے میں پیری مریدی کا زور تھا اور احکام شرعیہ سے قطعی بے پروائی برتی جاتی تھی جناب غفرانمآب نے تن و تنہا ان تمام محاذوں پر مقابلہ کیا۔

اہلسنت کے محاذ کی قوت اس سے ظاہر ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ اسی دور میں لکھی جس پر

ڈیڑھ سو برس گزرنے کے بعد آج تک اہلسنت کی جانب سے مناظرہ کا دار و مدار ہے تحفہ کے مختلف ابواب کے جواب میں خود جناب غفرانمآب نے قلم اٹھایا اور پانچ کتابیں پانچ بابوں کے جواب میں لکھیں صوارم الالہیات باب الہیات کے جواب میں حسام الاسلام باب نبوت کے جواب میں خاتمہ صوارم اثبات امامت میں احیاء السنۃ بحث معاد و رجعت اور ذوالفقار باب دوازدہم کی رد میں اس کے علاوہ رسالہ غیبت بھی شاہ عبدالعزیز دہلوی ہی کی رد میں ہے نیز کچھ ابواب کا جواب اپنے تلامذہ سے لکھوایا جیسے جناب مفتی محمد قلی صاحب نیشاپوری کٹھوری جنہوں نے دو بابوں کے جواب میں ثَقَلِیْبُ الْمَکَاہِدِ اور تَشْشِیْدُ الْمَطَاعِنِ دو کتابیں لکھیں دوسرا محاذ یعنی اخباریت کا بھی بڑا زور تھا جس کے بڑے سرگروہ اکبر آباد (آگرہ) کے باشندے مرزا محمد بن عبدالصانع نیشاپوری تھے جو عراق میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور آخر میں مجتہدین کے خلاف ناقابل برداشت سخت کلامیوں کے نتیجے میں کسی نے جوش اشتعال میں آکر انہیں قتل کر دیا اور اسی طرح مرزا محمد مقتول مشہور ہوئے ان کے اثرات اس وقت ہندوستان میں بہت زیادہ تھے اخباریوں کی مایہ ناز کتاب اس وقت فاضل استرآبادی ملا محمد امین کی فوائد مدنیہ تھی چنانچہ جناب غفرانمآب نے اسی کتاب پر قلم اٹھایا اور اساس الاصول اسکی رد میں لکھی۔

یہ اخباریین پر بڑی شدید ضرب تھی چنانچہ مرزا محمد اکبر آبادی نے اس کی رد معاول العقول کے نام سے لکھی جناب غفرانمآب نے اپنے بعض شاگردوں کی طرف

سے اس کا جواب مطارق کے نام سے تحریر فرمایا اور آخر
غفرانمآبؑ کے مساعی سے اخباریت کا چراغ ہندوستان
سے ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔

صوفیت کے مقابلہ میں جناب غفرانمآبؑ نے
شہاب ثاقب کتاب لکھی جس میں صوفیا کے اصلی خط و خال کو
بالکل بے نقاب کر کے پیش کر دیا گیا ہے مواعظ اور تبلیغات
کے ذریعہ اس میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی ہے اسکا
آنکھوں سے مشاہدہ ہو رہا ہے کہ سوا سندھ اور پنجاب کے
دور دراز مقامات کے جہاں آواز پوری طرح پہنچ نہ سکی تھی
یوپی اور اسکے قریب کے تمام علاقوں میں شیعوں کے اندر
پیری و مریدی خانقاہوں اور اولیاء کے مزارات کا نام و نشان
تک نہیں ہے ان تینوں محاذوں پر مدافعانہ مجاہدات کے علاوہ
شیعوں کی ذہنی مذہبی تربیت کے لئے ایک طرف مواعظ کا
سلسلہ قائم فرمایا۔ دوسری طرف عزائے امام حسینؑ کی ترویج و
اشاعت میں پورا انہماک صرف کیا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں دو
کتابیں بھی تحریر فرمائیں۔ ایک کتاب اِثَارَةُ الْأَخْوَانِ
عَلَى الْقَبِيلِ الْعُطَشَانِ اور دوسرے مُسْكِنُ الْقُلُوبِ
عِنْدَ فَقْدِ الْمُخْبُونِ اور تعمیری شکل میں ایک عز خانہ لکھنؤ
میں تعمیر کرایا جو حسینؑ غفرانمآبؑ کے نام سے دنیائے شیعہ
میں مشہور ہے اور دوسرا حسینؑ اپنے وطن نصیر آباد میں بنوایا
جسکے آثار شکستہ اس وقت تک موجود ہیں اسکے علاوہ آصف
الدولہ کا امام بارگاہ بھی اسی دور کی یادگار ہے۔

ان تمام خدمات میں سے ہر ایک میں جتنا کام
غفرانمآبؑ نے بذات خود کیا ہے وہ کسی ایک شخص کی پوری

زندگی کا کارنامہ بن سکتا تھا چہ جائیکہ ان تمام خدمات کو مجموعی
حیثیت سے بوقت واحد انجام دینا یہ بغیر مخصوص تائید و توفیق الہی
کے خیال میں نہیں آسکتا پھر مستقل علمی خدمات اور مختلف
فنون میں تصانیف یہاں تک کہ فلسفہ میں شرح ہدایۃ الحکمۃ
ملا صدرا کا حاشیہ اور منطق میں حمد اللہ کا حاشیہ یہ پوری زندگی
کے کارنامے وہ ہیں جنکا مثل و نظیر غفرانمآبؑ کے بعد آپ
کے اخلاف و تلامذہ اور بعد کے طبقات میں بھی نہیں ملتا جب
کہ اب حالات اطمینان بخش ہو چکے تھے اور ایک ماحول
تیار ہو گیا تھا اور یوں کہنا چاہئے کہ ان تمام شعبوں میں بنیا
دیں قائم ہو کر تھوڑی دیواریں بھی تعمیر ہو گئی تھیں صرف انہیں
اونچا کرنا تھا پھر بھی غفرانمآبؑ کی سعی ہمہ گیری کسی شخصیت
میں نظر نہیں آتی۔

مذکورہ تمام امور کے علاوہ پھر طلاب کی تدریس و
تربیت جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جہاں کہیں بھی علم
ہے اس کی انتہا غفرانمآبؑ طاب ثراہ تک ضرور ہوتی ہے
جسکے تفصیلی تذکرہ کی اس مقام پر گنجائش نہیں ہے۔
تصانیف:

جناب غفرانمآبؑ کے تصانیف پر اگر نظر ڈالی
جائے تو وہ اتنی مقدار میں ہیں جس سے خیال ہو سکتا ہے کہ
ان کا مشغلہ سوائے تصانیف کے کچھ تھا ہی نہیں۔
ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) عماد الاسلام: جسکا اصلی نام مرآة العقول ہے یہ
کتاب علم کلام میں اتنی بسیط و ضخیم ہے جسکے مثل دنیائے تشیع
کیا پورے عالم اسلامی میں بھی موجود نہیں ہے شیعوں میں تو

علم کلام کی کتابوں میں اسکے پہلے محقق طوسی کی تجرید تھی جسے صرف ایک رسالہ سمجھنا چاہئے اور پھر علامہ حلّی کی شرح تجرید یہ بھی تین چار سو صفحات کی بس ایک جلد ہے اہلسنت میں علم کلام کی اہم کتابیں شرح مقاصد اور شرح مواقف ہیں ان میں سے ہر ایک زیادہ سے زیادہ چھ سات سو صفحات کی کتاب ہے لیکن سب سے پہلی اور آخری کتاب عماد الاسلام ہے جسکی پانچ جلدیں ہیں جن میں سے توحید بڑے سائز کے تقریباً چار سو صفحات کی عدل دو سو صفحات کی نبوت تین سو صفحات کی اور امامت تقریباً چھ سو صفحات کی اور معاد پانچ سو صفحات کی ہے اس طرح مجموعاً تقریباً یہ بیس بائیس سو صفحات کی کتاب ہے جسکے مقابل نہ اسکے پہلے کوئی کتاب لکھی گئی تھی اور نہ اسکے بعد لکھی گئی ہے پھر یہ کسی ایسی کتاب کی جلدیں نہیں ہیں جس میں صرف منقولات ہوں اور مؤلف کا کام بس دوسری کتابوں کی عبارتوں کا نقل کرنا ہو بلکہ یہاں عقلی مباحث ہیں جن میں محنت ہی نہیں قابلیت بھی درکار ہے اور دماغ سوزی کی ضرورت ہے اگر غفر انما ب نے عمر بھر میں یہی ایک کتاب لکھی ہوتی تو انکے دیگر مشاغل کو دیکھتے ہوئے یہ خارق عادت امر تھا چہ جائیکہ ان کے مصنفات میں سے صرف ایک ہے اسکی تین جلدیں ہیں توحید، عدل اور نبوت مطبوعہ عماد الاسلام میں جو جناب قدوة العلماء طاب ثراہ نے قائم کیا تھا طبع ہوئیں مگر امامت اور معاد کی جلدیں اب تک منظر عام پر نہ آسکیں۔

(۲) شہاب ثاقب :- یہ تقریباً چار سو صفحات کی کتاب صوفیا کی رد میں ہے جس میں انکے اقوال و اعمال پر شدید

ناقدانہ نظر اور انکے کفریات و مزخرفات پر بہت تیز روشنی ڈالی گئی ہے افسوس ہے کہ یہ کتاب طبع نہیں ہوئی۔

(۳) ذوالفقار :- یہ شاہ عبدالعزیز کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے بارہویں باب کی رد ہے جو تقریباً تین سو صفحات کی ہے اور مطبع مجمع البحرین لدھیانہ میں جسے ارسطو جاہ رجب علی خاں اعلی اللہ مقامہ نے قائم کیا تھا طبع ہوئی۔

(۴) صَوَارِمُ الْإِلَهِيَّاتِ :- یہ تحفہ اثنا عشریہ کے باب الہیات کی رد میں ہے۔

(۵) حُسَامُ الْإِسْلَامِ :- یہ تحفہ کے باب نبوت کا جواب ہے

(۶) خاتمہ کتاب صوارم :- یہ اثبات امامت میں ایک علمدہ رسالہ ہے۔

(۷) احیاء السنّة :- یہ تحفہ کے بحث معاد و رجعت کی رد ہے۔

(۸) رسالہ غیبت :- یہ بھی شاہ عبدالعزیز دہلوی کے اقوال کی رد میں ہے اور شاہی مطبع لکھنؤ میں طبع ہوا تھا۔

(۹) اساس الاصول :- یہ اخباریین کی مایہ ناز کتاب فوائد مدنیہ مصنفہ محمد امین استرا آبادی کی رد میں ہے جو لکھنؤ کے شاہی مطبع میں طبع ہوئی تھی

(۱۰) مواعظ حسینیہ :- یہ لکھنؤ میں قیام جمعہ و جماعت کے بعد جو مواعظ ارشاد فرمائے گئے تھے انکا مجموعہ ہے۔

(۱۱) شرح حدیقة المتقین - مصنفہ مولانا محمد تقی مجلسی

کتاب الصوم یہ اصل کتاب بھی فارسی میں تھی اور اسکی شرح بھی فارسی میں ہے جو اس وقت کی عام فہم زبان سمجھی جاتی تھی۔

(۱۲) شرح حدیقتہ المتقین کتاب الزکوٰۃ

(۱۳) رسالہ دربارہ نماز جمعہ - یہ عراق سے واپسی اور لکھنؤ میں قیام کے ابتدائی دور میں غالباً اس وقت تحریر فرمایا تھا جب لکھنؤ میں نیا نیا نماز جمعہ و جماعت کا دور دورہ ہوا ہے اور ابھی عامہ مومنین کو پوری طور پر نماز جمعہ کی اہمیت کا احساس نہ تھا تو اس وقت یہ رسالہ تحریر فرمایا گیا۔

(۱۴) حاشیہ صدر۱:- یہ فلسفہ کی مشہور کتاب شرح ہدایۃ الحکمۃ مصنفہ صدر المتالین شیرازی کا حاشیہ ہے جسکی مدح و ثنا جناب سید محمد مرتضیٰ صاحب فلسفی نونہروی نے معراج العقول میں اپنے استاد مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی زبانی نقل کی ہے۔

(۱۵) رسالہ مثنیٰۃ بالتکریر - یہ بحث صدر کی بہت مشہور ہے اس رسالہ میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔

(۱۶) مُنْتَهٰی الْاَفْکَار :- اصول فقہ میں معالم کو ایک منفرد مسلم حیثیت حاصل تھی سب سے پہلے صاحب قوانین نے معالم کے بہت سے نظریات سے اختلاف کیا اور کچھ جدید نظریات اختیار کئے جناب غفرانمآبؒ اور صاحب قوانین ایک ہی استاد کے شاگرد تھے آپ نے قوانین کے مضامین کا علمی جائزہ لینے کے لئے کتاب تحریر فرمائی یہ کتاب انجمن یادگار علماء کی جانب سے جسے عم معظم علامہ ہندی اعلیٰ اللہ مقامہ نے قائم فرمایا تھا تصویر عالم پریس لکھنؤ میں چھپ کر شائع ہوئی۔

(۱۷) اَثَارَةُ الْاَحْزَانِ عَلٰی الْقَتِيلِ الْعَطَشَانِ: یہ

کتاب عربی میں حالات سید الشہداءؑ میں ہے جس میں کتب معتبرہ سے روایات واقعہ کربلا کو درج فرمایا ہے۔

(۱۸) مُسَكِّنُ الْقُلُوبِ عِنْدَ فَقْدِ الْمَحْبُوبِ:

آپ کے نہایت عزیز فرزند مولانا سید مہدی نے ۱۲۳۱ھ میں رحلت فرمائی ان کے انتقال سے جناب غفرانمآبؒ کو شدید صدمہ ہوا انہیں تاثرات میں یہ کتاب تحریر فرمائی جو شہید ثانی کی کتاب مُسَكِّنُ الْقُلُوبِ عِنْدَ فَقْدِ الْأَخِيَّةِ وَالْأَوْلَادِ کے رنگ میں ہے اس میں حالات حضرت سید الشہداءؑ بھی خاص انداز میں درج کئے ہیں۔

(۱۹) اجازۃ جناب سلطان العلماء طاب ثراہ: یہ وہ اجازہ ہے جو آپ نے فرزند اکبر کے لئے تحریر فرمایا تھا اس میں روایت و درایت کے بہت سے مباحث کے علاوہ اپنے اساتذہ کے مختصر حالات بھی تحریر فرمائے ہیں نیز آخر میں بڑے بیش قیمت وصایا ہیں۔

(۲۰) رسالہ در جواب سوالات محمد سمیع صوفی

(۲۱) رسالہ ارضیین عربی: اس میں مختلف طرح کی زمینوں کے شرعی احکام استدلالی طور پر تحریر فرمائے ہیں۔

(۲۲) رسالہ ذبیہ: سونے اور چاندی کے برتنوں کے احکام میں۔

(۲۳) رسالہ رد نصاریٰ

(۲۴) مطارق: یہ اساس الاصول کے جواب میں مرزا محمد اکبر آبادی مقتول کی کتاب معادل العقول کا جواب ہے جو بعض تلامذہ کے نام سے لکھا گیا تھا۔

(۲۵) رسالہ درادعیہ کفن

تلامذہ : تصانیف کے اس عظیم الشان ذخیرہ کے بعد جناب غفرانمآبؒ کے شاگردوں کی فہرست اور ان شاگردوں کے مقامات عالیہ اور علمی جلالت پر نظر پڑتی ہے تو پھر سوا حیرت کے کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔

یہ شاگرد بھی ایسے ہیں کہ ان میں بس صرف کوئی ایک فرد ہوتی تو وہ اپنے استاد کا کارنامہ قرار پاسکتی تھی چہ جائیکہ اتنی باکمال فردیں بوقتِ واحد کسی استاد کے شاہکاروں میں داخل ہوں۔

پھر وہ موجودہ زمانہ نہیں تھا کہ کسی بڑے استاد کے منتہی شاگرد ابتدائی تعلیم کسی اسکول میں حاصل کئے ہوتے ہیں۔ پھر کسی کالج میں داخل ہو کر مختلف درجوں کی تعلیم الگ الگ استادوں سے حاصل کرتے ہیں معانی، بیان میں کسی سے اور منطق میں کسی سے اور ادب میں کسی سے استفادہ کرتے اور پھر آخر میں جا کر دو ایک سال اس بڑے استاد سے پڑھ لیتے ہیں اور پھر شرف و امتیاز کی خاطر اسی بڑے استاد کے شاگرد کی حیثیت سے دنیا میں اپنا تعارف کراتے ہیں خصوصاً ہمارے مدارس کے فارغ التحصیل اور سند یافتہ حضرات اپنی استعداد علمی مختلف مدرسین و علماء کے گھروں پر جا جا کر ان سے پڑھ کر درست کرتے ہیں مگر چونکہ سند یافتہ وہ اس مدرسہ کے ہوتے ہیں لہذا وہ محسوب ہوتے ہیں۔ اس مدرسہ کے پرنسپل صاحب قبلہ کے تلامذہ میں اس دور میں جب جناب غفرانمآبؒ لکھنؤ میں تشریف لائے ہیں علمی مدارس نہیں تھے۔ دینی کالج نہیں تھے بہت سے اساتذہ و

علماء نہیں تھے اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب غفرانمآبؒ اپنے بیٹوں اور شاگردوں کے لئے ایک اکیلے پورا مدرسہ تھے۔ پھر جب ان صاحبزادوں اور شاگردوں کی مختلف فنون میں خصوصی مہارت کو دیکھا جاتا ہے جو موجودہ دور کے اکسپرٹ والے نظام کے مطابق ہے یعنی ایک طرف جناب سلطان العلماء بڑے قبلہ و کعبہ اور مفتی محمد ثقی صاحب ہیں جو علم کلام کے ماہر خصوصی ہیں۔ ایک جانب سبحان علی خاں مصنف و جیزہ ہیں جو مناظرہ میں دستگاہ خاص کے مالک ہیں ایک سمت جناب سید العلماء علیہین مکاں اور علامۃ العلماء سید احمد علی صاحب محمد آبادی ہیں جو فقہ و اصول کے یگانہ روزگار ہیں اور ایک رُخ پر میر علی بخش صاحب کٹھوری ہیں جو ادب میں فرید ہیں۔ پھر ایک طرف مولانا سید علی صاحب اور مولوی یاد علی نصیر آبادی مفسر قرآن ہیں۔

اور ایک جانب سید نظام الدین حسین صاحب ہیئت و ریاضی اور معقولات کے استاد کامل ہیں اور مرزا زین الدین احمد خاں ادب اور عروض و قوافی کے ممتاز ماہر ہیں تو یہ کہنا بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ غفرانمآبؒ بذات خود ایک مدرسہ نہیں بلکہ عربی زبان اور دینی علوم کی ایک پوری یونیورسٹی تھے جس کا ہر شاگرد پھر خود اپنے شعبہ میں تعلیم کا ایک مدرسہ اور تصنیف کا ایک ادارہ بن گیا۔

ذیل میں ان کے شاگردوں کے نام مختصر تعارف کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) سلطان العلماء مولانا سید محمد رضواں مآبؒ جناب غفرانمآبؒ کے بڑے صاحبزادے آپ اپنے والد

بزرگوار کی علمی تربیت کا نمایاں موقع تھے اور جناب غفرانمآبؒ کے بعد وہ ریاست علمیہ کے سچے معنی میں تاجدار ہوئے۔ (۲) مولانا سید علی صاحب غفرانمآبؒ کے دوسرے بیٹے تھے سب سے پہلے اردو زبان میں مذہبی علوم کے منتقل کرنے کا آپ کو خیال پیدا ہوا اور مکمل تفسیر قرآن دو جلدوں میں تحریر فرمائی یہ اردو زبان میں دُنیاۓ شیعیت کی سب سے پہلی تفسیر ہے۔ (۳) مولانا سید حسن جناب غفرانمآبؒ کے تیسرے بیٹے اردو زبان میں علم کلام کی سب سے پہلی کتاب باقیات الصالحات کے مصنف (۴) چوتھے بیٹے مولانا سید مہدی عنفوان شباب میں باپ کی زندگی میں انتقال کیا۔ معقول و منقول میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ (۵) جناب سید العلماء سید حسین علیین مکاں اپنے وقت کے علم دُنیا تھے (۶) محقق کاظم مرزا کامل علی صاحب جناب غفرانمآبؒ کے قدمائے تلامذہ میں سے تھے۔ مولانا احمد علی صاحب محمد آبادی نے اپنی کتاب سفر السعاده میں اپنے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ طالب علمی میں جب وہ لکھنؤ آئے تو پہلے غفرانمآبؒ کے شاگرد رشید مرزا کاظم علی صاحب سے ملے اور کچھ عرصہ تک ان سے تعلیم حاصل کی پھر انہیں کے ذریعہ سے جناب غفرانمآبؒ تک پہنچے اور ان کے شاگرد ہوئے۔ (۷) مرزا محمد خلیل جناب غفرانمآبؒ کے بڑے عزیز شاگرد تھے ان کے انتقال پر اپنے تاثرات کا اظہار غفرانمآبؒ نے عماد الاسلام کے دیباچہ میں کیا ہے (۸) علامۃ العلماء حاج سید احمد علی محمد آبادی معقولات و منقولات میں بہت بلند پایہ تھے عربی اشعار بھی

نظم فرماتے تھے جو جناب مفتی میر محمد عباس صاحب کی ظل مہدود میں درج ہیں۔ نیز عربی نثر بھی ادبی رنگ میں تحریر فرماتے تھے۔ آپ نے اپنا سفر نامہ حج و زیارات ”سفر السعاده“ کے نام سے لکھا ہے جس میں اپنے اور نیز اپنے استاد جناب غفرانمآبؒ اور استاد زادوں کے مختصر حالات بھی درج فرمائے ہیں۔ یہ جناب مولوی علی میاں صاحب کامل کے والد بزرگوار تھے (۹) مفتی محمد قلی صاحب موسوی نیشاپوری کٹھوری، جناب مولانا حامد حسین صاحب مصنف عبقات الانوار کے والد بزرگوار اور جناب ناصر الملتہ کے جد امجد تھے۔ علم کلام میں خاص پایہ رکھتے تھے۔ تحفہ کے متعدد ابواب کی رد میں ”تَشْبِيْهُ الْمَطَاعِيْنِ“ ”تَقْلِيْبِ الْمَكَايِدِ“ اور ”سِفِّ نَاصِرِي“ وغیرہ آپ کی کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ (۱۰) سبحان علی خاں صاحب آپ الہ آباد کے کبوتر خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ حکومت اودھ میں وزیر کے درجہ پر بھی تھے۔ فن کلام و مناظرہ کی تکمیل جناب غفرانمآب صاحب سے کی تھی آپ کی کتاب ”وجیزہ“ ”ردا ہلسنت میں بہت بلند پایہ ہے (۱۱) مرزا فخر الدین احمد خاں معروف بمرزا جعفر صاحب (۱۲) مولوی سید یاد علی صاحب نقوی نصیر آبادی آپ نے فارسی زبان میں تفسیر تحریر فرمائی جو ہندوستان میں شیعوں کی پہلی فارسی تفسیر ہے (۱۳) میر مرتضیٰ صاحب مصنف رسالہ ”اسرار الصلاة“ (۱۴) سید غلام حسین صاحب (۱۵) سید محمد باقر صاحب واعظ۔ (۱۶) سید شاکر علی صاحب (۱۷) سید علی صاحب (۱۸) حاجی سید نظام الدین حسین صاحب (۱۹) مرزا جواد علی صاحب

سید اشرف علی صاحب بگرامی۔ غالباً عربی کتاب رؤض الجنان فی مُشْتَهَى الجنان آپ ہی کی تصنیف ہے۔
مبلغین کا تقرر

آپ نے مختلف اطراف میں ہدایت و تعلیم دین کے لئے مبلغین کے تقرر کی ابتدا بھی فرمادی تھی۔ چنانچہ مولانا عبدالعلی صاحب اور ان کے صاحبزادے فیض آباد تشریف لے گئے مرزا اسماعیل صاحب حیدر آباد دکن گئے۔ امروہہ سے محلہ گزری کے مولوی سید محمد عبادت صاحب نے لکھنؤ جا کر جناب غفرانمآب سے امامت جماعت کا اجازہ حاصل کیا اور مسائل شرعیہ کی تعلیم کے لئے جناب غفرانمآب نے شیخ حرّ عالمی کی کتاب بدایۃ الہدایہ مرحمت فرمائی کہ اختلافی مسائل میں احتیاطی احکام کی مومنین کو تلقین فرمائیں سبحان علی خاں صاحب مرحوم کے خاندان سے اللہ آباد میں خدمات دینیہ کی بنیاد قائم ہوئی۔

وفات

لکھنؤ میں پینتیس برس کامل اس جہاد زندگی میں مصروف رہ کر تقریباً ستر برس کی عمر میں ۱۹ رجب ۱۳۳۵ھ کو رحلت فرمائی اور اپنے بنا کردہ امام باڑے کی صحنی میں دفن ہوئے۔
مولانا سید احمد علی صاحب محمد آبادی نے تاریخ نظم فرمائی جو درج ذیل ہے:

فقیہ و مجتہد و عالم و مروّج دیں
شریف مکّہ علم و کمال و فضل و تقا
بقیہ۔۔۔۔۔ صفحہ ۲۶ پر

(۲۰) حکیم مرزا علی شریف صاحب محشی کتب کلامیہ و طبیبہ و مصنف رسالہ طبیبہ (۲۱) سید مرتضیٰ صاحب (۲۲) مرزا محمد رفیع عرف مرزا مُغل صاحب غافل (۲۳) مولوی سید بہاؤ الدین صاحب (۲۴) مولوی سید اصغر ابن سید بہاؤ الدین صاحب (۲۵) حکیم مرزا علی صاحب (۲۶) سید حمایت حسین عرف میر علی بخش صاحب کنفوری عربی ادب اور شاعری میں یکتائے زمانہ تھے آپ نے اساس الاصول کا اردو ترجمہ کر کے ہماری زبان میں اصول فقہ کا بھی ایک ذخیرہ فراہم کیا (۲۷) مرزا اسماعیل صاحب جو زیارات سے مشرف ہونے کے بعد سے تبلیغ دین کے لئے حیدر آباد تشریف لے گئے (۲۸) مرزا محمد علی صاحب سفر زیارت کے بعد مکہ معظمہ گئے پھر واپس نہیں آئے (۲۹) سید سجاد علی صاحب جاسی آپ نے عماد الاسلام کے مقدمات کا اردو میں ترجمہ کیا (۳۰) مرزا زین الدین احمد خاں عرف مرزا محسن صاحب آپ ادب اور عروض و قوافی کے فن میں کامل تھے (۳۱) مولوی سید اعظم علی صاحب (۳۲) ملا علی نقی قزوینی (۳۳) مولوی سید علی نقی ابن سید بہاؤ الدین صاحب (۳۴) مولوی سید بنیاد علی صاحب (۳۵) میر خدا بخش صاحب مختار آفرین علی خاں (۳۶) مولوی منو علی خاں جو سنی سے شیعہ ہوئے تھے (۳۷) سید امان علی صاحب (۳۸) مولانا سید عبدالعلی دیوکھٹوی جو فیض آباد کے خاندان پیش نماز کے مورث اعلیٰ ہیں (۳۹) مولانا سید محمد صاحب ابن سید عبدالعلی صاحب مذکور (۴۰) مولوی سید کلب علی صاحب ابن عبدالعلی صاحب مذکور (۴۱) مولوی

سید تو میندیش و مشو مضطرب الحال
یا رب بہ دلم بست تمنا ز سر لطف
در بیت شرف آید و چوں صبح کشاید
داری بستر سایہ فلک فخر ام را
مقبول بہ تعجیل کنی مکتسم را
خورشید امامت ز سر عزم ام را

کتب خانہ عمدۃ العلماء کی توسیع

قائد ملت مولانا سید کلب جواد صاحب کے زیر سرپرستی عمدۃ العلماء لائبریری کی توسیع ہو رہی ہے تاکہ مطالعہ کے شائقین اور تحقیق کرنے والوں کے لئے استفادہ کا بہتر مرکز بن سکے۔
مؤمنین سے گزارش ہے کہ اپنے گھروں میں رکھی ہوئی پرانی کتابوں کو اپنے مرحومین بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے مرحومین کے نام لکھ کر یا نام اور پتے کی مہر لگا کر لائبریری کو عنایت فرمائیں۔

(نور ہدایت فاؤنڈیشن، امامباڑہ غفرانمآب، لکھنؤ)

دینی کتابوں کا اہم مرکز

مؤمنین کرام سے گزارش ہے کہ ذاکری کے لئے ضروری کتابیں، بہترین مجلسوں کے مجموعے خصوصاً سید العلماء مولانا علی نقی، مولانا کلب عابد، ڈاکٹر مولانا کلب صادق اور قائد ملت مولانا کلب جواد صاحبان کے مجموعہ تقاریر مناسب قیمت پر حاصل فرمائیں اور ہندی، اردو میں چار سال سے شائع ہونے والے، ماہنامہ ”شعاعِ عمل“ کا دوسروں پر سالانہ فیس دے کر جلد سے جلد ممبر بنیں۔

(نور ہدایت فاؤنڈیشن، امامباڑہ غفرانمآب، لکھنؤ)

بقیہ..... سید دلدار علی.....

رسید چوں شب تاسع عشر ز ماہ رجب
سفر بہ روضۂ رضواں نمود از دنیا
دریں مصیبت جاں کاہ شیعیاں یکسر
بہ سوز سینہ نمود ند ماتمش برپا
چو ایں مصیبتِ عظمیٰ در اہل دیں روداد
بدل گزشت کہ تاریخ آں کم نشان
سروش غیب ہماں وقت ناگہاں فرمود
ستون دین بزین اوفتاد واویلا
۵ ۳ ۲ ۱ ھ

ضیاء دیدہ دروازہ مدینہ علم
عزیز مصر سیادت، سپہر مجد و علا
نہ دید چشم فلک مثل آں مجد دیں
کہ شاہد اند بفضل و بزرگیش اعدا
جمال در خور علم و کمال داشت از اں
کہ بد ز روز ازل مہیط فیوض خدا
بآیاری ارشاد آں سحاب فیوض
دمید در گل ناچیز ہندیش گلہا